السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یہاں ہم بعض لوگوں سے سنتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہوسلم اللہ کے نورمیں سے نورہیں اور حضورہی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کواپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے آگے کل کائنات پیدا کی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم ہیں آپ نے فرمایا ہے ۔ ''اول ماخلق اللہ نوری ''یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا اور قرآن مجید میں ہے ۔

۱۵ المائدة قَدجاءَكُم مِنَ اللَّهِ نورٌ وَكِتـٰبٌ مُبينٌ

یعنی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نوراور بیان کرنے والی کتاب آئی ہے ۔ یہاں نور سے مراد حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ پس قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔ نور صرف بشر کی شکل بن کر ظہورپذیر ہوئے ۔ وہابی دھوکہ کھاگئے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں دوسرے بشروں کی مثل بشر سمجھنے لگ گئے حالانکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشر بن کر آئے تھے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی فرشتے انسانی شکل اختیار کر کے گئے تھے ۔ وہ تھے نور لیکن بشر بن کر آئے اور اگر حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہونے کے باوصف بشر کے لباس میں آگئے تو کون سا غیر ممکن کام ظاہر ہوگیا ۔ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر سمجھتے ہیں اورکہتے ہیں ۔

آپ اس سوال کا مفصل جواب قلم قلم بند کرکے یہاں بھیج دیں اوران تمام دلائل کی حقیقت بیان کردیں کیونکہ بریلوی طلباء اس سوال کا تحریری طورپر دلل جواب چاہتے ہیں اس لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں :

(شوکت علی : ایمزرول نمبر ۶۰ کمرہ نمبر ۱۳ ہیلی ہوسٹلی ۔ زراعی کالج لائل پور)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے نورمیں سے نور سمجھنا گویا آنجناب کو اللہ تعالیٰ میں سمجھنا ہے اور اس کا ہم جنس قرار دینا ہے اور یہ نص قطعی (لم یدولم یولد) (اس کے اولاد نہیں اورنہ وہ کسی کی اولاد ہے) کے خلاف ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے کال ذات وصفات میں ایک ہے ۔ اس نے صاف اور مبرہن الفاظ میں فرمادیا ہے ۔ لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اورنہ بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے ۔ (پارہ نمبر ۱۵ سورہ نبی اسرائیل)

۵ الكهف ٤ مّا لَهُم بِهِ مِن عِلمٍ وَلا لِءابائِهِم كَبُرَت كَلِمَةً تَخرُجُ مِن أَفوٰهِهِم إِن يَقولونَ إِلّا كَذِبًا سورہ کہف پارہ نمبر ۱۵ کی شروع آیات میں اللہ تعالیٰ کیسے عجیب انداز میں فرماتا ہے وَيُنذِرَ الَّذينَ قالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا

نزول قرآن کے مقاصد میں سے ایک مقصد عالی یہ بھی ہے کہ وہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اس بات کا کوئی علم نہ ان کے پاس ہے اور نہ ان کے آباو واجداد کے پاس تھا بڑی بات ہے جو ان کی زبان سے نکلتی ہے اور وہ لوگ جھوٹ کہہ رہے ہیں ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے :

۳ الجن مَا اتَّخَذَ صـٰحِبَةً وَلا وَلَدًا

(جن) نہ اس کی بیوی ہے ، نہ اولاد ۔)

۹۱ مریم ۹۰ أَن دَعَوا لِلرَّحمـٰنِ وَلَدًا ایک جگہ وارد ہے ۔ تَكادُ السَّمـٰوٰتُ يَتَفَطَّرنَ مِنهُ وَتَنشَقُّ الأَرضُ وَتَخِرُّ الجِبالُ هَدًّا

جو لوگ رحمن کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں وہ ایسی ناپسندیدہ بات کہتے ہیں ۔ کہ قریب ہے اس کے باعث آسمان پھٹ جائیں ۔ زمین میں شگاف پڑجائیں اور پہاڑ کپکپا کر گرجائیں ۔

اسی طرح متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ کی کمر توڑی ہے اور واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی اس کا ہم جنس اور شریک نہیں ۔ ایسے حضرات کی سمجھ میں یہ موٹی سی بات بھی نہیں آتی کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نورمیں سے تھے تو کیوں نہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں خدائی صفات آئیں ۔ آپ کی ازواج مطہرات بھی تھیں اور بیٹے بیٹیاں بھی لیکن اللہ تعالیٰ ذات میں یہ صفات نہیں ہیں ۔

۔ وہ لوگ جو یہ حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے کل کائنات پیدا کی بیان فرمایا کرتے ہیں ۔ وہ خدا جانے کیوں بینا لوگوں کو نابینا سمجھ رہے ہیں ۔ یہ حدیث ۲ ہے ہی کہاں معاذاللہ ایسی من گھڑت باتیں کرنا عام لوگوں سے توشاید ممکن ہوں لیکن جو شخص علم و دین سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہے اس کی شان کے شایان نہیں کہ ایسی وضعی باتوں کو ''حدیث نبوی)کہے ۔

اس موضوعہ بات کو اگر حدیث نبوی صلی اللہ علی وسلم مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نتیجہ ساری کائنات اللہ کے نور سے ہے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے اورباقی کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ، گویا اس بانٹاے میں ہر مخلوق شی کے حصہ میں کچھ نہ کچھ اللہ کا نور آیا ۔

اگر یہ صورت حال ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہوئی اور پر ہمہ اوست ''۔ والوں کو ائمہ دین کا برا سمجھنا بھی بے فائدہ ہوا۔ نیز کیا اللہ اپنے نور کے چند اجساء کو نار کے حوالہ کر دے گا۔

۔ اس موضوع بات کو چند منٹ کے لئے حدیث صحیح مان لینے سے یہ بات کہاں صحیح ثابت ہوتی ہے کہ رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تھے؟ یہاں تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ کجا کسی چیز کا پیدا کرنا اور کجا کسی چیز کا خود ۳
اس پیدا کرنے والے سے ہونا کیا ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق نہیں؟

۱۵ المائدة ۔ قَدۡ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٞ وَكِتَٰبٞ مُّبِينٞ ۴

تحقیق آیا ہے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور بیان کرنے والی کتاب۔ سے یہ استدلال صحیح نہیں ہے کہ یہاں نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مجسم ہونا اللہ کے نور سے ہونا ہے۔

متقدمین و متاخرین اہل سنت مفسرین رحمہم اللہ میں سے اکثر کی یہ رائے ہے کہ۔ نور سے مراد قرآن مجید ہی ہے اور کتاب مبین کو نور بھی کہا گیا ہے۔ ان مفسرین رحمہم اللہ کی تائید میں قرآن مجید میں سے ہی دلائل واضح مل سکتے ہیں۔ جیسے سورہ حجر کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(تِلۡكَ ءَايَٰتُ ٱلۡكِتَٰبِ وَقُرۡءَانٖ مُّبِينٖ

''یہ آئتیں کتاب کی اور قرآن بیان کرنے والی کی۔ یہاں قرآن کو دو نام دیئے گئے ہیں۔ کتاب، اور ''قرآن

اس کے علاوہ قرآن مجید میں ہے۔

۱۷٤ النساء يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَكُم بُرۡهَٰنٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكُمۡ نُورٗا مُّبِينٗا

لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل آچکی (مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں، وہ ذات مبارک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف اور جگمگاتا نور بھیجا ہے۔

حافظ ابن کثیر ابن جریر نواب وحید الزمان مولانا اشرف علی وغیرہ تمام متقدمین و متاخرین مفسروں کا اتفاق ہے کہ نور سے مراد قرآن کریم ہے۔ جس کی روشنی قیامت تک باقی رہے گی۔

ایک اور جگہ بالکل صاف الفاظ میں ارشاد ہوتا ہے۔

(فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلنُّورِ ٱلَّذِيٓ أَنزَلۡنَا (تغابن پارہ نمبر ۲۸

(یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نور (یعنی قرآن) پر جس کو ہم نے اتارا ایمان لاؤ۔ (ترجمہ از مولانا وحید الزمان

مَا كُنتَ تَدۡرِي مَا ٱلۡكِتَٰبُ وَلَا ٱلۡإِيمَٰنُ وَلَٰكِن جَعَلۡنَٰهُ نُورٗا نَّهۡدِي بِهِۦ مَن نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا الشوری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کا انتہائی کمال کیا چیز ہے ہم نے اس قرآن کو نور بنایا جس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت کرتے ہیں۔ (ترجمہ از مولانا اشرف علی) یہاں بھی قرآن مجید کو نور کہا گیا ہے کیونکہ اس سے روشنی اسلام پھیلی اور کفر و شرک کے اندھیرے دور ہوئے۔

بعض مفسرین رحمہم اللہ نے اگر (قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین) میں نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مرادلی ہے تو ان معنوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے باعث لوگ کفر و معصیت کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی کی طرف آئے۔ اس پر ہمارا ہر شخص کا ایمان ہے۔

۔ رہی یہ بات کہ حضرت جبرئیلؑ، حضرت ام عیسٰے مریم علیہا السلام کے پاس بشر کی شکل میں آئے تھے۔ نیز چند فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشر بن کر آئے۔ لہٰذا نور بشر بن کر ظہور کر سکتا ہے۔ یہ دلیل پیش ۵
فرمانے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ۔ سورہ مریم میں جس جگہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے (بشرا سویا) بن کر حضرت مریمؑ کے پاس آنے کا ذکر ہے وہاں یہ بھی واضح فرمایا گیا ہے کہ جب حضرت مریمؑ نے ایک غیر محرم مرد کو اپنے نزدیک دیکھا تو فوراً فرمانا شروع کیا۔ قَالَتۡ إِنِّيٓ أَعُوذُ بِٱلرَّحۡمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيّٗا کہنے لگی میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہوں۔ اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (حضرت علامہ وحید الزمان فرماتے ہیں یعنی) اگر تو ایمان رکھتا ہے یا اگر تو پرہیزگار بھی ہے جب بھی اللہ واسطہ دیتی ہوں کہ میرے سامنے سے ہٹ جا۔

غور فرمایا آپ نے اس جگہ جبرائیلؑ کا جواب بھی سنتے جایئے (قال انما انا رسول ربک) وہ کہنے لگے میں تو تیرے مالک کا بھیجا ہوا ہوں یعنی فرشتہ ہوں، مجھے بشر کی شکل میں دیکھ کر گھبرایئے نہیں یہاں حضرت جبرئیلؑ نے اپنا فرشتہ ظاہر ہونا فرما دیا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں ایک بار فرمایا کہ میں حقیقت میں نور ہوں اور بشر کی شکل میں آیا ہوں۔؟ دوسرا ذکر سورہ ہود میں فرشتوں کا بشر بن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسحاق کی بشارت دینے کے لیے جانے کا ہے۔ وہاں بھی واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔

۷۰ یعنی کچھ دیر نہ ہوئی کہ ابراہیمؑ ان کے کھانے کے لئے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے۔ جب ابراہیمؑ نے ۶۹ فَلَمَّا رَءَآ أَيۡدِيَهُمۡ لَا تَصِلُ إِلَيۡهِ نَكِرَهُمۡ وَأَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيفَةٗۚ قَالُواْ لَا تَخَفۡ إِنَّآ أُرۡسِلۡنَآ إِلَىٰ قَوۡمِ لُوطٖ فَمَا لَبِثَ أَن جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِيذٖ (دیکھا وہ اپنے ہاتھ بچھڑے کی طرف نہیں بڑھاتے تو برا مانا یا اجنبی سمجھا اور دل ہی سے ڈر گئے۔ انہوں نے کہا مت ڈرو۔ ہم لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (یعنی فرشتے ہیں اس لئے نہیں کھاتے

ملاحظہ فرمایئے۔ فرشتے کھاتے نہیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر نوری مخلوق بشر کی شکل میں آجائے تو اس کی اصلی خاصیت نہیں بدلتی، صرف شکل بدلا کرتی ہے۔

ادھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کفار بطور اعتراض ایک حقیقت بیان کیا کرتے تھے۔

مَالِ هَٰذَا ٱلرَّسُولِ يَأۡكُلُ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشِي فِي ٱلۡأَسۡوَاقِ

یہ کیسا رسول ہے کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا ہے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم یا اللہ کے نور سے ہوتے تو پھر کھانا نہ کھاتے پانی نہ پیتے اور بازاروں میں چلتے۔

۔ ان لوگوں کا یہ کہنا کہ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں وہ لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر سمجھتے اور بشر کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ''الٹا چور کتوال کوڈنٹے'' والا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خود فرماتا ہے۔ قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم یُوحٰی اِلَیَّ) ٦
اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں (فرق یہ ہے) کہ مجھ پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) وحی آتی ہے۔

دوسری جگہ کفار کے چند مطالبات کا ذکر کرکے جو یہ ہیں کہ ہم تو کبھی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیری بات ماننے والے نہیں جب تک تو تمہارے لئے ایک چشمہ پانی کا زمین سے نہ بہائے۔ تیرا ایک باغ ہو کھجور اور انگور کا اور اس کے بیچ میں تو پانی سے بھرپور نہریں بہادے یا ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرادے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے آمنے سامنے لا کھڑا کریا تیرا سونے کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔

ان سب مطالبات کا ایک ہی جواب سکھایا گیا۔

(قُل سُبحَانَ رَبِّی ھَل کُنتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا

(یعنی اے پیغمبر! ان لوگوں کے جواب میں کہہ دے۔ سبحان اللہ میں صرف ایک بندہ (بشر) ہوں اللہ کا پیغام پہنچانے والا۔ (پارہ نمبر ۱۵ بنی اسرائیل

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واضح فرمایا گیا ہے کہ بشروں کی طرف بشر کا رسول بن کر آنا ہی درست ہے۔ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو ہم کسی فرشتہ کو آسماں سے رسول بنا کر آتار دیتے۔ نیز سب انبیاء علیھم السلام بشر اور ابنائے آدم علیہ السلام تھے۔ مولنا سید اسمٰعیل مشہدی گھربالوی، ص ۱۹ اول الاعتصام جلد نمبر ۹ شمارہ نمبر ۵

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد 09 ص 52-57

محدث فتویٰ